ACADEMIA International Journal for Social Sciences
Volume 4, Issue 3, 2025 ISSN-L (Online): 3006-6638

قرآن مجید کی تعریفات اور اسماء کا تجزیاتی مطالعہ

تفسیر ضیاء القرآن کی روشنی میں

Dr. Muhammad Riaz
Assistant Professor Department of Islamic Studies
Green International University, Lahore
dr.riaz@giu.edu.pk
prof.riaz786@gmail.com
Corresponding Author: * Dr. Muhammad Riaz dr.riaz@giu.edu.pk

Received: 09-04-2025 **Revised:** 10-05-2025 **Accepted:** 15-06-2025 **Published:** 23-07-2025

ABSTRACT

This analytical study presents an exploration of the definitions and attributive names of the holy Quran as debated by the interpreters of the Subcontinent. Almost all the scholars of the Quranic Sciences focused on the concepts particularly on the names that are mentioned in the Quranic text as the names are ecclesiastically and theologically extremely inevitable in Islamic studies. By studying the interpretive literature of Shah Wali-Allah and both of his disciple school of thoughts; Deobandi and Brailvi, this study discovers the profound approaches and cataphatic paradigm that depicts the real objectives of the holy Quran. The purpose of the research is to highlight and adore the interpretative sagacity and depth of the greatest interpreter of the subcontinent and even greatest of his time; Justice Muhammad Karam Shah Al-Azhari. It infers into the formulation of the fact that the definitions and attributive names of the holy Quran are to beacon and endorse even the concept of Oneness of Allah Al-Mighty.

Keywords: *Definitions Attributive Names, Cataphatic Paradigm, Shah Wali-Allah Muhammad Karam Shah Al-Azhari*

شاہد اگر مخلوق ہے تو شاہد کے وصف شہادت کا تقاضا ہے کہ کوئی شئی اس کے مشاہدہ میں آئے اور لمحہ بھر کے لئے رک جائے وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائے تو ایسے میں جو وہ بیانیہ جاری کرے گا اس بیانیہ کو اس شاہد کے مطابق اس شئی کی تعریف کہیں گے۔ اب قرآن مجید چونکہ اللہ رب العزت کا کلام ہے اور یہ پر تو پیش کرتا ہے اللہ رب العزت کی عظمت و جلالت کا اللہ رب العزت کی قوتوں اور قدرتوں کا، الغرض یہ اللہ رب العزت کی صفت ہے اور یہ صفت مرقع ہے تمام تر صفاتِ الٰہیہ کا، اب ایسے میں یہ محدود ہو یا مقید ہو، یہ محال ہے۔ جسے عرفِ عام میں قرآن مجید کہا جاتا ہے جو چار یا پانچ سو صفحات کی ایک کتاب ہوتی ہے یہ تو مصحف ہے۔ اصحابِ رسول اور تابعین نے اسے مصحف ہی کہا ہے۔ بہر حال ایک شیءلا محدود ہو صفاتِ الٰہیہ کا مظہر جمال بھی ہو تو اسے کسی مخلوق کی چند سطروں میں ڈھالنا کسی بھی طور سے ممکن نہیں ہے، البتہ یہ ایک دھندلا سا سراغ ہو سکتا ہے اور اس دھندلاہٹ کو اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم سے اور رسول اللہ ﷺ اپنے خالق کی عطا کردہ صلاحیتوں سے بقعہ نور بنا سکتے ہیں۔

قرآن مجید کی طرف آنا، اس پر غور و فکر کرنا اور اپنے اندر کوئی ایسا جوہر پیدا کرنا کہ اس کلام معجز بیان سے متعلق کچھ کہا جائے تو یہ اللہ رب العزت کی طرف سے توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ ہر ایک نے اپنی صلاحیتوں اور توفیقات کا اظہار کیا، لیکن ہماری زبان میں انتہائی مختصر مگر جامع و مانع انداز میں اس سے بہتر تعارف میری نظر سے نہیں گزرا۔

برصغیر کے ہر مفسر نے قرآن مجید کی تعریف اور قرآن مجید کے اسماء پر خامہ سرائی کی ہے۔ ہر ایک کا انداز اپنا ہے۔ حسن ظن کو لازم کر کے بھی مطالعہ کریں تو بھی قرآن مجید کی عظمت، قرآن مجید کی انفرادیت، قرآن مجید بحیثیت ایک ایسی صفت جو جملہ الٰہیہ صفات کا ایک مرقع جیسی صفات ظاہر و باہر بمشکل ہی نظر آتی ہیں۔ لیکن ضیاء القرآن میں قرآن مجید کی تعریفات کو اور قرآن مجید کے اسماء کو اللہ وحدہ کی صفات کی نسبت سے متعارف کروا کر اس الٰہیہ پیغام کو عدیم النظیر دکھایا گیا ہے۔

"رحمن ورحیم پروردگار اپنے بندوں کی راہنمائی اور ان کی حقیقی فلاح وکامرانی کے لئے جو صحیفہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے قلب منیر پر نازل فرمایا اسے ہم قرآن مجید کے نام سے جانتے ہیں۔ کہنے کو تو یہ ایک کتاب ہے۔ اور کتابیں ان گنت ہیں بڑی ضخیم، بڑی ادق، بڑی دل آویز۔ لیکن اس کتاب کی شان ہی نرالی ہے۔ یہ صحیفہ بیک وقت کتاب بھی ہے اور علم ومعرفت کا آفتاب جہاں تاب بھی۔ جس میں زندگی کی حرارت اور ہدایت کا نور دونوں یکجا ہیں۔ اس کا حسن وجمال قلب ونگاہ کو یکساں متاثر کرتا ہے۔ اس کی تجلیات سے دنیا وعقبیٰ دونوں جگمگا رہے ہیں۔ اس کا فیض ہر پیاسے کو اس کی پیاس کے مطابق سیراب کرتا ہے۔ اس کا پیغام اگر عقل وخرد کو لذت جستجو بخشتا ہے تو قلب وروح کو بھی شوق فراواں سے مالا مال کرتا ہے۔ اس کی تعلیم نے انسان کو خود شناس بھی بنایا اور خدا شناس بھی۔ [1]"

قرآن مجید کی اس تعریف کی صورت الفاظ کا گلدستہ قرآن مجید کے حضور پیش کرنا، یہ کام یقیناً کسی عارف حق کا ہی ہو سکتا ہے۔ اس تعریف کی روشنی میں مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔

1. یہ کتاب اللہ رب العزت کی طرف سے ہے۔
2. یہ خاتم الانبیاء پر نازل ہوئی۔
3. اس کا موضوع انسان ہے۔
4. یہ انسان کی فتح وکامرانی کے لئے راہنمائی فراہم کرنے کے لئے ہے۔

مندرجہ بالا اور اس کے علاوہ کچھ تعاریف کی روشنی قرآن مجید کی ایک تعریف اس طرح بھی کی جاسکتی ہے۔

اللہ رب العزت کے آخری رسول ختمی مرتبت محمد رسول اللہ ﷺ کے قلبِ منیر پر نازل ہونے والا معجز کلام جو کہ عربی زبان میں ہے، کتابی شکل میں ہے، تواتر سے بحر قرون پر تیرتا ہوا ابنائے آدم کے پاس نسل در نسل عزیز وحکیم کی کمال منصوبہ بندی سے پہنچا جا رہا ہے، قرآن کہلاتا ہے۔

علوم وفنون کے اساتذہ اور آئمہ، خواہ ان کا تعلق علم وفن کے کسی بھی میدان سے ہو، نے قرآنِ مجید پر ضرور قلم اٹھایا ہے اور ہر ایک نے حصہ بقدر جثہ پیش کیا ہے۔ یوں علم کے ہر میدان میں قرآنِ مجید سایۂ خدائے ذوالجلال بن کر نظر آتا ہے۔ یہ تعریفات مختلف تو ہو سکتی ہیں لیکن باہم متضاد نہیں۔ ہر ایک نے اپنی محدود ومجبور نگاہ سے لامحدود کا مشاہدہ کرنا چاہا اور یہ شاہد بھی قدر ووسعت میں یکسانیت کے حامل نہیں تو نتیجہ اختلاف بیان واظہار کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ شاہد کی نگاہ میں تو فرق ہو سکتا ہے نیت میں نہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہم میں سے کوئی کسی مخصوص فن سے آشنا نہ ہو اور شاہد کی علیت تک نہ پہنچ سکے۔

لغوی تعریف

قرآن مجید کے معانی اور مفاہیم کو عوام کے فہم وبصیرت تک لانے کیلئے ترجمہ کی ضرورت تھی اور مترجم کو ترجمہ کی صحت تک رسائی کیلئے آئمہ لغت کی تحقیقات کی طرف رجوع کرنا پڑا، جس سے ان کے مزاج میں یہ امر رسوخ کر گیا کہ قرآن مجید کی اصطلاح کو آئمہ لغت کی کاوش میں بھی متعارف کروانا ہے۔ "قرآن کا لفظ کفران اور رجحان کی طرح مصدر ہے۔ پڑھنے اور جمع کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[2]" قرآن دراصل قرأ یقرأ سے نکلا ہے، جس کے لغوی معنی ہیں جمع کرنا، پھر یہ لفظ پڑھنے کے معنی میں بھی استعمال ہونے لگا کہ اس میں حروف اور کلمات کو جمع کیا جاتا ہے۔[3] قرأ یقرأ کا مصدر قراۃ کے علاوہ قرآن بھی آتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

انا علینا جمعہ و قرآنہ[4]

---

[1] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، (1995ء). ضیاء القرآن، ج:1، ص:7، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز

[2] اصفہانی، راغب، حسین بن محمد، (1418ھ)۔ مفردات القرآن، ص:414، مکہ، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز

[3] مفردات فی غرائب القرآن، 411

[4] القیامہ، 17

پھر لفظ قرآن اسم مفعول کے معنی میں بھی استعمال ہوُا ہے یعنی پڑھی ہوئی کتاب۔ ”حضرت سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ القراٰن والقراءۃ واحد کا لخسران والخسارۃ واحد۔ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ قرء سے مصدر ہے من قول القائل قرءت المآء فی الحوض اذا جمعتہ۔ [5]

اصطلاحی تعریف

”قرآن اللہ تعالیٰ کے اس کلام کا نام ہے جو رسول اللہ ﷺ پر بتدریج نازل کیا گیا، جو مصاحف میں لکھا ہوُا ہے اور ہم تک ایسی نقل متواتر سے پہنچا ہے جس میں کوئی شبہ نہیں ہے اور اہل حق کے نزدیک اس علم لدنی اجمالی کا نام ہے جو تمام حقائق کا جامع ہے۔“ [6]”القراٰن الکریم: کتاب ختم اللہ بہ الکتب، وانزلہ علیٰ نبی بہ الانبیاء، بدین عام خالد ختم بہ الادیان“ ”قرآن کریم جس پر اللہ تعالیٰ نے کتب کو ختم کیا، اس پر نازل کیا جس پر انبیاء کو ختم کیا، اس دین کے لئے جس پر اللہ تعالیٰ نے ادیان کو ختم کیا۔“ [7]”قرآن وہ کلامِ معجز ہے جسے آنحضور ﷺ پر نازل کیا گیا جسے صحیفوں میں لکھا جاتا ہے اور جو آپ سے بتواتر منقول ہے اور جس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ قرآنِ عزیز کی مذکورہ صدر تعریف علمائے اصول و عربیت اور فقہاء کے مابین تسلیم شدہ ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ [8]“

کسی بھی دوسری زبان میں ترجمہ کو قرآن نہیں کہا جائے گا کیوں کہ یہ تواتر کے ساتھ منقول نہیں۔ قرآن کی باقی تمام کتب کے برعکس یہ شان کہ اس کے الفاظ اور مفہوم جس پر یہ نازل ہوا اس کے قلب اطہر پر منزّل ہیں۔ اب ترجمہ میں مفہوم کو مترجم اپنی زبان کا لبادہ پہنائے گا، یہ ترجمہ قرآن اس لئے نہیں کہ نئی زبان کے الفاظ منزل من اللہ نہیں، قرآن وہ جو کہ الفاظ اور مفہوم کے ساتھ منزل من اللہ علی رسولہ ہو۔ ”قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا معجز کلام ہے جو ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر عربی زبان میں نازل ہوُا، یہ مصاحف میں لکھا ہوُا ہے اور ہم تک تواتر سے پہنچا ہے اور اس کے منقول ہونے میں کوئی شبہ نہیں اس کی ابتداء سورۃ الفاتحہ سے ہے اور اس کا اختتام سورۃ الناس پر ہے۔ [9]“ یہ تعریفات اپنے معانی اور الفاظ کے اعتبار سے انسانی کاوشیں ہیں اور اپنی کیفیت وہیئت کے لحاظ سے کسی نہ کسی علمی گوشے سے سقیم بھی ہو سکتی ہیں اور حقیقت کی طرف رہنمائی میں اجتماعیت میں انفرادی کاوش بھی ہو سکتی ہیں۔ انفرادی حیثیت میں ناقص اور نامکمل بھی۔ حق و صداقت وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے ثابت ہے۔

فنی تعریف

قرآن سے متعلق علوم وفنون کے ماہرین نے بھی قرآن کی تعریف کی ہے۔ اسلام نے انسانیت پر جہاں لاتعداد احسانات کئے ہیں ان میں سے ایک اہم احسان فقہی شعور ہے۔ اہل علم میں فقہا سب پر فوقیت رکھتے ہیں۔ علم و آگہی کے سب خوشہ چیں اپنے الگ الگ گوشے سنبھالے ہوئے ہیں لیکن فقہا تمام مصادر علمی میں مہارت تامہ رکھے ہوتے تھے۔ فقہا نے جو بھی نتائج نکالے ہیں وہ بے نظیر و بے مثال ہیں کیوں نہ ہوں کہ وہ قرآن مجید کو اس زاویہ سے دیکھ رہے ہوتے ہیں جو عوام کی آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے۔ ”اصولِ فقہ کی کتابوں میں قرآن کی جو اصطلاحی اور فنی تعریف بیان ہوئی ہے وہ بھی قرآن ہی سے ماخوذ ہے توضیح تلویح میں قرآن کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

”المنزل علی الرسول المکتوب فی المصاحف المنقول الینا نقلاً متواتراً بلا شبہ“

”قرآن وہ کتاب ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی جو صحیفوں میں لکھی ہوئی ہے اور ہمارے پاس بغیر کسی شبہ کے نقلِ متواتر کے ساتھ پہنچی ہے۔“

اس فنی تعریف کے اجزائے ترکیبی کی تشریح و تجزیہ کا خلاصہ یہ ہے

---

[5] امام، تفسیر کبیر، ج:2، ص:14، بیروت، دار الفکر،۔ رازی

[6]۔ علی بن محمد الجرجانی (1418ھ)۔ کتاب التعریفات، ص:123، بیروت دار الفکر

[7]۔ زرقانی، عبد العظیم، مناہل العرفان، ص:12، بیروت دار الکتاب العربی

[8] صبحی، ڈاکٹر، (1980ء). علوم القرآن، ص:30، فیصل آباد، ملک سنز،۔ صالح

[9]۔ سعیدی، غلام رسول، (2008ء). تبیان الفرقان، ج:1، ص:92، ضیاء القرآن پبلیکیشنز

المنزل علی الرسول: یہ تو قرآن کی لازمی صفت ہے اور یہی اس کی اصل ماہیت ہے یعنی یہ وہ کتاب ہے جو اللہ رب العالمین کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے یہ کسی کی ذاتی تصنیف نہیں۔

المکتوب فی المصاحف: یہ اگرچہ قرآن کی اصل ماہیت میں شامل صفت نہیں ہے اس لئے کہ مصاحف میں لکھنے سے پہلے جبریل علیہ السلام نے جو کلام رسول اللہ ﷺ کو سنایا تھا یا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو جو کلامِ الٰہی سنایا تھا یا آج تک حفاظ جو کلامِ الٰہی سناتے رہے ہیں وہ بھی قرآن ہے۔ اگر لکھا ہوا ہونا قرآن کی اصل ماہیت میں شامل ہوتا تو اس کا اطلاق مکتوب پر ہی ہوتا مسموع پر نہ ہوتا لیکن چونکہ یہ ہمارے پاس مصحف کی صورت میں پہنچا ہے اور حفاظ اسی کے مطابق حفظ کرتے رہے ہیں اس لئے اس امر واقع کے طور پر قرآن کی تعریف میں اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مصاحف مصحف کی جمع ہے جس کا معنی ہے مجلد کتاب، ابو بکر صدیقؓ نے جب پورے قرآن کو حضور ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق ایک مجموعے کی شکل میں جمع کروایا تو فرمایا اس مجموعے کا کوئی نام بھی تو ہونا چاہئے۔ اس موقع پر عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا

رئیت بالحبشۃ کتابا یدعونہ مصحفاً فسموہ بہ

"میں نے حبشہ میں ایک کتاب دیکھی جسے وہ مصحف کہتے تھے۔ چنانچہ قرآن کے اس مجموعے کو مصحف کا نام دیا گیا۔"

المنقول الینا نقلاً متواتراً بلا شبۃ

یہ بھی امر واقعہ کا بیان ہے کہ جو قرآن آج ہمارے پاس موجود ہے خواہ مکتوب فی السطور ہو یا محفوظ فی الصدور یعنی کاغذ کے صفحات پر لکھا ہو یا حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہو یہ بغیر کسی شک وشبہ کے اور بغیر کسی تغیر و تبدل کے نقل متواتر کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔ [10] فصاحت وبلاغت اور زبان وبیان کے آئمہ نے قرآنِ مجید کی تعریف کرتے ہوئے اپنی فصاحت بلاغت، قوت زبان وبیان اور دیگر صلاحیتوں کے جوہر دکھائے ہیں۔ یہ بھی قرآن کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ ہر ایک نے اس پر قلم اُٹھایا اور اس کام کو باعث سعادت خیال کیا لیکن یہ ضرور سمجھا کہ قرآن کی خدمت گزاری کا حق ادا نہیں ہوا۔

قرآن کی تعریف بزبان صاحب قرآن ﷺ

زمین وآسمان کی جملہ اشیاء کی معرفت عطا کرنے والی ذات محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے جو تعارف یا معرفت آپ نے ہمیں قرآن کی عطا فرمائی ہے اس سے بہتر کا تصور بھی محال ہے جس ہستی کے حضور فصحائے عرب دبے لچے ہیں اس کی نطق بے نظیر وبے مثال کی مدد سے جو تعریف کی گئی اس سے بڑھ کر کوئی جامع اور مانع تعریف اس عالی شان کتاب کی ہو ہی نہیں سکتی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو چیز، شخص، مقام یا نظریہ وفکر وخیال آپ ﷺ سے نسبت رکھتا ہو، اس کا کوئی اور ہم مرتبہ نہ ہو۔ یہ کہنا بھی بے جانہ ہو گا کہ مخلوقات سے منسوب کوئی وصف آپ کے منسوبات کا شریک نہیں ہو سکتا۔ یہی مقام آپ کے علوم ومعارف اور زبان وبیان کا بھی ہے۔

"اگرچہ قرآن مجید کی تعریف اور اس کے محاسن وفضائل کو فصحاء، بلغاء، حکماء اور شعراء نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بیان کیا ہے مگر ہم رسالت مآب حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ کی کی گئی تعریف سے زیادہ بلیغ اور اعلیٰ تعریف کسی کی نہیں پاتے۔" آپ ﷺ نے فرمایا:

کتاب اللہ فیہ نبأ من قبلکم، وخبر مابعدکم، وحکم ما بینکم۔ ھو الفصل لیس بالھزل، من ترکہ من جبار قصمہ اللہ، ومن ابتغی الھدیٰ فی غیرہ أضلہ اللہ، ھو حبل اللہ المتین، وھو الذکر الحکیم، وھو الصراط المستقیم، وھو الذی لاتزیغ بہالاھواء، ولاتلتبس بہ الالسنۃ، ولایشبع منہ العلماء، ولایخلق علی کثرۃ الرد، ولاتنقضی عجائبہ، وھو الذی لم تنتہ الجن اذ سمعتہ حتی قالوا: (انا سمعنا قرأناً عجبا یھدی الی الرشد فامنابہ)، من قال بہ صدق، ومن عمل بہ أجر، ومن حکم بہ عدل، ومن دعاالیہ ھدی الی صراط مستقیم۔ [11]

---

[10] گوہر رحمٰن، (س،ن). علوم القرآن، ص:26، مردان، مکتبہ تفہیم القرآن

[11] صابونی، محمد علی، (س،ن). التبیان فی علوم القرآن، ص:35، کراچی، مکتبہ لدھیانوی

”یہ اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب ہے، جس میں تم سے پہلے لوگوں کی خبریں اور بعد میں آنے والوں کے متعلق پیش گوئیاں ہیں، تمہارے مابین کے فیصلے ہیں، یہ دوٹوک ہے، مزاح نہیں ہے، جو متکبر اس کو چھوڑدے گا، اللہ اس کی کمر توڑدے گا، جو اس کو چھوڑ کر کسی اور کتاب میں راہنمائی تلاش کرے گا، اللہ اس کو گمراہ کردے گا۔ یہی اللہ کی مضبوط رسی ہے، حکمتوں والی نصیحت ہے، یہی سیدھا راستہ ہے، یہی ہے جس کے ذریعے سے خواہشات نہیں بھٹکتیں، جس سے زبانوں میں اشتباہ پیدا نہیں ہوتا، اہل علم اس سے سیراب نہیں ہوتے، بہت پڑھے جانے پر پرانی نہیں ہوتی، نہ ہی اس کے عجائبات ختم ہوتے ہیں، یہ وہی کتاب ہے، جسے جنات سن کر یہ کہنے پر مجبور ہوگئے، ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے، جو ہدایت کی طرف بلاتا ہے، تو ہم اس پر ایمان لے آئے، جو قرآن کو مدنظر رکھ کر بولے گا، سچ بولے گا، جو اس پر عمل کرے گا اجر پائے گا، جو اس کے ذریعے فیصلہ کرے گا، انصاف کرے گا، جس نے قرآن کی طرف بلایا اس نے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی۔“

مندرجہ بالا تعریف شایان شان بھی ہے اور جامع ومانع بھی۔ اس میں رب العزت کی عظمت وجلالت کا بیان بھی ہے اور اس کلام الٰہی کے جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہونے کا بھی اشارہ ہے اور اس کی ضرورت واہمیت اور حجیت کا بھی بالتصریح اظہار کیا گیا ہے۔ اس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا علمیت بلا تشکیک وارتیاب ہے اور کامل ہے اور یہ فقط ہدایت نامہ ہے اور اس میں کچھ بھی تو غیر ضروری اور مبہم نہیں۔ جو اسے اختیار کرے گا فلاح دارین سے سرفراز کیا جائے گا اور جو اسے نظرانداز کرے گا، ہر طرح کی رسوائی اس کا مقدر ہوگی۔ یہ ہر عہد کے لئے جدت کے اعلیٰ مقام کی طرف راہنمائی ہے۔ یہی تو ہر عہد میں اور ہر ایک کے لئے صراط مستقیم ہے۔

آکسفورڈ ڈکشنری میں اگرچہ شایان شان تعریف تو نہیں تاہم کچھ اعترافات کا سراغ لگایا جا سکتا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں قرآن مجید کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔

The Oxford Dictionary spells the name as "Koran" and defines it as the "sacred book of the Mohammedans, the collection of Mohammed's oral revelations written in Arabic". In the Encyclopaedia Britannica!, the Qur'an is described as "the sacred book of Islam on which the religion of more than seven hundred millions of Mohammedans is founded", being regarded by them as the true word of God. And since the use of the Qur'an in public worship, in schools and otherwise is much more extensive than for example, the reading of the Bible in most Christian countries, it has been truly described as the most widely read book in existence. This circumstance alone is sufficient to give it an urgent claim on our attention, wbether it suits our taste and falls in with our religious and philosophical views or not.

The language in which the revelation came down is Arabic and the word Qur'an means "that which is often recited or read over and over again". The root of the word being Qara'a, the Arabic word meaning "he read" or "he recited". Thus the noun Quran can signify "special reading or recitation" as mentioned in Sura 75-

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ[12]

"so when we recite it follow its recitation". According to Islamic tradition the very first words of revelation were (Surah. 96)

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ[13]

Read or recite in the Name of your Lord Who created". Therefore, the literal connotation of the Qur'an "the book that is often read" - referring only to the sacred Book of the Muslims.[14]

آکسفورڈ ڈکشنری میں قرآن مجید کے سپیلنگ Koran لکھے ہیں۔ اور اسے محمدیوں کی کتاب کہا گیا ہے، محمد ﷺ کی زبانی وحی جو کہ عربی میں ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا قرآن مجید کو اسلام کی مقدس کتاب کہا گیا ہے، جس پر 70 کروڑ محمدیوں کے مذہب کی بنیاد ہے۔ جو کہ ان کے خیال میں اللہ کا کلام ہے۔ عومی عبادات اور سکولوں میں سب سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی

[12] القرآن، 18:75

[13] القرآن، 1:96

[14] The Sublime Qur'an and Orientalists,P:3

ہے۔ عیسائی ممالک میں بائبل سے بھی زیادہ۔ صحیح طور پر یہی کہا جائے گا کہ سب سے زیادہ یہی کتاب پڑھی جاتی ہے۔ یہ اکیلی صورت حال ہی ہماری توجہ کے دعوے کے لئے کافی ہے۔ یہ امر ہمارے ذوق، مذہبی اور فلسفیانہ آرا سے ہم آہنگ ہو یا نہ ہو۔ وہ زبان جس میں قرآن کا نزول ہوا، عربی ہے اور قرآن کا مطلب ہے جسے بار بار تلاوت کیا جائے یا پڑھا جائے۔ اس کا بنیادی لفظ قرء سے جس کا مطلب ہے اس نے پڑھا یا اس نے تلاوت کی۔ اس طرح لفظ قرآن کا معنی ہوا ایک مخصوص انداز کی تلاوت، جس کا ذکر سورۃ نمبر 75 میں ہے۔ اسلامی روایات کے مطابق سورۃ نمبر 96 کی پہلی آیات سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ اس لئے قرآن کا معنی ہوا ایسی کتاب جسے بار بار پڑھا جائے۔ اور اس سے مراد مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے۔

قرآن مجید کے اسماء مبارک

ارض و سما اور ما فیہا رب العزت کی ذات پاک کا مکمل تعارف پیش کرنے کے عمل میں قاصر ہے تو کوئی ایک لفظ خواہ کتنا ہی جامع ہو، رب العزت کی کسی صفت کا مکمل طور پر کیسے احاطہ کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کلام اللہ ہے اس کا تعلق رب العزت سے اس طرح ہے کہ یہ وحدہٗ لاشریک کی نہ صرف صفت ہے بلکہ جملہ صفات کا مرقع ہے۔ اب یہ امر محال ہے کہ کوئی ایک اسم قرآنی جو کہ کسی ایک صفت کا تعارف ہو، قرآنی صفات کو اپنے اندر سمو سکے۔ رب العزت کے کلام میں تو ایسے الفاظ یقیناً ہیں لیکن ذہن انسانی میں ان کا ادراک کل رکھنا ممکن نہیں۔ اسی لئے کلام اللہ کے تعارف کیلئے ضروری تھا کہ اس کے کئی نام ہوں تا کہ ہر اسم پاک سے جو معانی کا ایک بحر ناپیدا کنار ہے، قطرہ قطرہ ہی ملتا رہے تو انسانی ذہن میں قرآنی معرفت کا ایک دریا موجزن ہو سکے۔

"البرہان فی مشکلات القرآن" جو کہ علوم القرآن میں امہات الکتب میں شمار ہوتی ہے، میں مصنف ابو المعالی نے 55 اسمائے قرآنی بیان فرمائے ہیں۔ امام سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں 90 اسماء شمار کئے ہیں۔ الغرض اس عظیم المرتبت کتاب کے کئی نام ہیں۔ متعدد نام ہونے کی غالباً ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کوئی ایک نام تمام تر عظمتوں اور وسعتوں کا ترجمان نہیں ہو سکتا۔ متعدد ناموں میں الکتاب اور القرآن زیادہ اہم ہیں۔ ان کے علاوہ الفرقان، الذکر، التنزیل، المجید، العربی اور العزیز جیسے مقدس اور جلیل القدر اسمائے قرآنی، قرآن میں مذکور ہیں۔ مندرجہ بالا پانچ اسمائے قرآنی قرآن مجید میں بطور اسم علم متعدد بار وارد ہوئے ہیں۔ اسم "قرآن" قرآن مجید میں 61 مرتبہ آیا ہے۔ قرآن میں یہ اسماء جس مقام پر بھی وارد ہوئے قرآن کی عظمت بیان کرنے کے لئے ہیں۔ جس طرح رب العزت سے متعلق ہے کہ لہ الاسماء الحسنیٰ اسی طرح اس کے کلام کے کئی خوب صورت نام ہیں۔ مثلاً

1. قرآنِ کریم

اللہ رب العزت نے اپنے کلام کے کریم جیسا مکرم و محترم لفظ استعمال فرمایا ہے۔

اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ[15]

"بے شک وہ قرآن کریم ہے"

نزول قرآن کی مقصدیت کو مستحکم اور واضح کرنے اور اس کی حکمی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ یہ کتاب محکم بھی ہو، محترم بھی ہو، مکرم بھی ہو اور معتبر بھی ہو۔ یہ تمام اثرات پیدا فرمانے کیلئے رب العزت نے کمال انتظام کیا کہ اسے کریم کہا۔ کریم اس لئے کہ یہ اللہ عفوٌ کریم کا کلام ہے، کریم اسلئے کہ اس میں اخلاق کریمانہ کی تبلیغ ہے جس کا نمونہ کمال محمد رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں۔ کریم اس لئے بھی کہ اس پر عمل پیرا ہونے والا اللہ کے حضور بھی اکرم و اشرف اور اس کی مخلوق کی نگاہ میں بھی مکرم و محترم ہو جاتا ہے۔

"قسم اس بات پر اٹھائی جا رہی ہے کہ یہ کتاب جادو، شعر اور اساطیر کہن نہیں جیسے کفار گمان کرتے ہیں بلکہ یہ کتاب کریم ہے۔ اسے کریم کہنے کی متعدد وجوہات ہیں: کریم عند اللہ یعنی اللہ تعالی کی جناب میں یہ بڑی مکرم و معظم ہے۔ قیل کریم لانہ یدل علی مکارم الاخلاق ومعالی الامور و شرائف الافعال. یہ کریم ہے کیونکہ یہ مکارم اخلاق کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اعلیٰ مقاصد کی رغبت دلاتی ہے اور پسندیدہ افعال پر اکساتی ہے۔ وقبیل کریم النزوں من عند کریم بواسطۃ الکرام الی اکرم الخلق یہ کریم ہے کیونکہ یہ رب کریم کی طرف سے اتری ہے، کرامت والے فرشتے اسے لے کر نازل ہوئے ہیں اور اکرم الخلق پہ نازل ہوئی ہے۔" [16]

2. قرآن مجید

[15] القرآن، 21:87

[16] ضیاء القرآن، ج:5، ص:100

قرآنِ مجید کے لئے ایک عظیم الشان صفاتی نام مجید بھی ہے۔

بَلۡ ھُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ[17]

"بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے"

قرآن مجید کے کمالات میں سے یہ بھی ایک کمال ہے کہ اس پر عمل کرتے ہوانسان اپنی زندگی کے جس جس گوشے میں شرف وکمال کے مدارج طے کرتا ہے وہ حادثاتی واتفاقی نہیں ہوتے بلکہ رب العزت کی کمال منصوبہ بندی کا مظہر ہوتے ہیں۔اسی لئے تو قرآن کو شرف والا یعنی شرف عطا فرمانے والا کہا گیا ہے۔

"ان قرآنی حقائق کو تم معمولی نہ سمجھو،ان میں غور وتدبر کرو،ان کو حرز جان بناؤ،شاہراہ حیات پر چلنے لگو تو یہ شمع فروزاں تمہارے ہاتھ میں ہو۔پھر تمہیں گرنے پھسلنے یا راہ سے بہک جانے کا کوئی اندیشہ نہ رہے گا۔یہ بڑی عظمت والی اور اونچی شان والی کتاب ہے،اس کے سارے مندرجات حق ہیں،سچ ہیں،ہر شبہ سے بالاتر ہیں۔[18]"

شرف وکمال صرف اور صرف اعلیٰ اخلاقی اقدار ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اور فلاسفہ اور مصلحین کے ہاں یہ امر شروع سے ہی زیر بحث رہا ہے کہ کون سے اخلاق اختیار کیئے جائیں اور کیسے اخلاق اختیار کئے جائیں اور ان اخلاق کا نمونہ اور معیار کیا ہو اور کون ہو۔انہیں ابحاث میں انسان کا وقت برباد ہوتا رہا لیکن قرآن حکیم نے انسان کا یہ دیرینہ مسئلہ حل کر دیا۔انسان کے خالق سے بہتر کون جانتا ہے کہ اس کیا اختیار کرنا ہے اور اس کے لئے اخلاقیات کا مثل اعلیٰ کیا ہے اور نمونہ کمال کون ہے۔یہ مکمل رہنمائی قرآن مجید سے ملتی ہے۔

3. الفرقان

چونکہ قرآنِ مجید حق وباطل اور حلال وحرام کے مابین امتیاز کرتا ہے،اس لئے اس کا ایک نام فرقان بھی ہے۔

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰی عَبۡدِہٖ لِیَکُوۡنَ لِلۡعٰلَمِیۡنَ نَذِیۡرَا[19]

"بڑی خیر وبرکت والا ہے وہ جس نے اتارا ہے الفرقان،تاکہ وہ بن جائے سارے جہان والوں کو(غضب الٰہی سے) ڈرانے والا۔"

تبارک ایسا فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لیے مخصوص ہے نیز فعل ہونے کے باد جو اس سے دیگر مشتقات مضارع اسم فاصل وغیرہ نہیں بنتے۔یہ برکۃ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے خیر ونفع رسانی میں زیادتی۔اس لیے تبارک کا معنی ہو گا از خیرہ وعطاءہ کثر اس کی خیر اور اس کی جود وعطا بہت زیادہ ہے عقل سلیم کو اس روشن حقیقت کے تسلیم کرنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔اگر اس کی خیر اور نفع رسانی بے اندازنہ ہوتی،اگر اس کے جود وسخا کا دستر خوان ہر وقت بچھا ہوانہ ہوتا تو نہ یہ عالم رنگ وبو ہوتا اور نہ اس کی یہ رونقیں اور رنگینیاں ہوتیں۔اس کے فیوض سرمدی اور برکات لامتناہی کا سر چشمہ یہ صحیفہ ہدایت ہے جس کی حیات آفریں موجیں جہاں سے گزرتی ہیں وہاں خیر وصلاح کے چمن لہلہانے لگتے ہیں۔اس آفتاب کی روشنی سے عرصہ حیات کے سارے گوشے جگمگا رہے ہیں۔اس کے نزول سے حق وباطل میں اختلاط والتباس کا دور ختم ہو گیا۔اس لیے یہاں قرآن کی یہی صفت کہ یہ الفرقان ہے بیان کی گئی۔اس کا نزول اس عبد کامل پر ہوا جہاں عبودیت کی انتہا ہو جاتی ہے۔عبودیت کے اس اعلیٰ وارفع مقام پر صرف اسی محبوب کی رسائی ہے۔اور اس کے نزول کا مقصد یہ ہے ہ اللہ تعالیٰ کا یہ محبوب ترین اور اکمل ترین بندہ سارے جہانوں کو اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کے خوفناک انجام سے بروقت متنبہ فرمادے کیونکہ یہاں روئے سخن سرکشوں اور معاندین کی طرف ہے اس لیے یہاں حضور ﷺ کی صفت نذیری کا بیان ہی مناسب تھا۔ للعالمین کے لفظ سے واضح ہو گیا کہ حضور کی نبوت ورسالت،مکان وزمان کی مدد سے آشنا نہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب کے لئے آپ رسول ہیں اور جب تک یہ عالم برقرار رہے گا حضور ﷺ کی رسالت کا پرچم لہراتا رہے گا۔[20]

قرآن مجید کے سوا کوئی ایسا ضابطہ نہیں جو اس قدر واضح ہو۔اس نظام ہدایت کو چھوڑ کر جتنے بھی اخلاقیات کے ضابطے ہیں۔وہ مندرجات میں اسطرح واضح نہیں۔ان میں اگر حرام کی کہیں مذمت ہے اور حلال کی فضیلت ہے تو انہیں کے وضع کردہ اعمال میں آگے چل کر اسی حلال کی مذمت اور اسی حرام کی فضیلت آجائے گی۔لیکن قرآن مجید میں نیکی اور برائی،کفر اور اسلام

---

[17] القرآن،21:85

[18] ضیاء القرآن،ج:5،ص:533

[19] القرآن،1:25

[20] ضیاء القرآن،ج:3،ص:349

، حلال اور حرام میں فرق واضح اور دائمی ہے، یہ نہیں کہ ایک خاص طبقہ یا نسل کے لئے سود جائز یا دین میں ترقی کرتے کرتے کچھ دوسر حرام ممنوع اشیاء جائز ہو جاتی ہیں قرآن مجید اپنی شایان شان قوت فیصل کے ساتھ دائمی فرق پیش کرتا ہے۔

"اصل میں لفظ تَبَارَکَ استعمال ہوا ہے جس کا پورا مفہوم کسی ایک لفظ تو درکنار ایک فقرے میں بھی ادا ہونا مشکل ہے۔ اس کا مادہ ب ر ک ہے جس سے دو مصدر بَرَکۃ اور بُرُوک نکلے ہیں۔ بَرَکۃ میں افزونی، فراوانی، کثرت اور زیادتی کا تصور ہے اور بُرُوک میں ثبات، بقاء اور لزوم کا تصور۔ پھر جب اس مصدر سے تَبَارَکَ کا صیغہ بنایا جاتا ہے تو باب تفاعُل کی خصوصیت، مبالغہ اور اظہار کمال، اس میں اور شامل ہو جاتی ہے اور اس کا مفہوم انتہائی فراوانی، بڑھتی اور چڑھتی افزونی، اور کمال درجے کی پائیداری ہو جاتا ہے۔ یہ لفظ مختلف مواقع پر مختلف حیثیتوں سے کسی چیز کی فراوانی کے لیے، یا اس کے ثبات و دوام کی کیفیت بیان کرنے کے لیے بولا جاتا ہے۔ مثلاً کبھی اس سے مراد بلندی میں بہت بڑھ جانا ہوتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں تبارکت النخلۃ یعنی فلاں کھجور کا درخت بہت اونچا ہو گیا۔ اِصْمَعِی کہتا ہے کہ ایک بدو ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا تَبَارَکْتُ عَلَیْکُمْ۔ میں تم سے اونچا ہو گیا ہوں۔ کبھی اسے عظمت اور بزرگی میں بڑھ جانے کے لیے بولتے ہیں۔ کبھی اس کو فیض رسانی اور خیر اور بھلائی میں بڑھے ہوئے ہونے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ کبھی اس سے پاکیزگی و تقدس کا کمال مراد ہوتا ہے۔ اور یہی کیفیت اس کے معنی ثبوت و لزوم کی بھی ہے۔ موقع و محل اور سیاق و سباق بتا دیتا ہے کہ کس جگہ اس لفظ کا استعمال کس غرض کے لیے کیا گیا ہے۔ یہاں جو مضمون آگے چل کر بیان ہو رہا ہے اس کو نگاہ میں رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ کے لیے تَبَارَکَ ایک معنی میں نہیں، بہت سے معنوں میں استعمال ہوا ہے

1۔ بڑا محسن اور نہایت باخیر، اس لیے کہ اس نے اپنے بندے کو فرقان کی عظیم الشان نعمت سے نواز کر دنیا بھر کو خبردار کرنے کا انتظام فرمایا۔

2۔ نہایت بزرگ و باعظمت، اس لیے کہ زمین و آسمان کی بادشاہی اسی کی ہے۔

3۔ نہایت مقدس و منزّہ، اس لیے کہ اس کی ذات ہر شائبۂ شرک سے پاک ہے۔ نہ اس کا کوئی ہم جنس کہ ذات خداوندی میں اس کا نظیر و مثیل ہو، اور نہ اس کے لیے فنا و تغیر کہ اسے جانشینی کے لیے بیٹے کی حاجت ہو۔

4۔ نہایت بلند و برتر، اس لیے کہ بادشاہی ساری کی ساری اسی کی ہے اور کسی دوسرے کا یہ مرتبہ نہیں کہ اس کے اختیارات میں اس کا شریک ہو سکے۔

5۔ کمال قدرت کے اعتبار سے برتر، اس لیے کہ وہ کائنات کی ہر چیز کو پیدا کرنے والا اور ہر شے کی تقدیر مقرر کرنے والا ہے۔ [21] "

4. **الکتاب**

اگرچہ قرآن کتابی صورت میں لکھی لکھائی نازل نہیں فرمائی گئی تاہم اس لکھا جاتا ہے اسے لکھا گیا اور اور اسے لکھا جاتا رہے گا، اسی لئے تو اس کے مبارک ناموں میں ایک نام الکتاب بھی ہے۔

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ [22]

"یہ وہ عظیم المرتبت کتاب ہے جس میں شک نہیں ہے "

اس کا ایک سیدھا سادھا مطلب تو یہ ہے کہ "بیشک یہ اللہ کی کتاب ہے۔" مگر ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک کی کوئی بات نہیں ہے۔ دنیا میں جتنی کتابیں اُمورِ مابعد الطبیعت اور حقائقِ ماوراء ادراک سے بحث کرتی ہیں وہ سب قیاس و گمان پر مبنی ہیں، اس لیے خود ان کے مصنّف بھی اپنے بیانات کے بارے میں شک سے پاک نہیں ہو سکتے خواہ وہ کتنے ہی یقین کا اظہار کریں۔ لیکن یہ ایسی کتاب ہے جو سراسر علم حقیقت پر مبنی ہے، اس کا مصنف وہ ہے جو تمام حقیقتوں کا علم رکھتا ہے، اس لیے فی الواقع اس میں شک کے لیے کوئی جگہ نہیں، یہ دُوسری بات ہے کہ انسان اپنی نادانی کی بنا پر اس کے بیانات میں شک کریں۔ [23]

5. **الذکر**

چونکہ قرآن میں پند و موعظت اور نصیحتیں ہیں اس لئے اس کو الذکر بھی کہا جاتا ہے۔

---

[21] تفہیم القرآن

[22] القرآن، 2:2

[23] تفہیم القرآن

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[24]

"بے شک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل فرمایا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

بڑے زور دار الفاظ میں کفار کے اس اعتراض کا بطلان کیا جارہا ہے کہ قرآن کلام الٰہی نہیں۔ فرمایا بلاشبہ ہم ہی نے اتارا ہے اسے امر ہے اسے تین مرتبہ ضمیر متکلم کا بیک وقت تکرار (انا، نحن، نزلنا) جس تاکید بالائے تاکید پر دلالت کر رہا ہے۔ واہل علم سے مخفی نہیں اور ضمیریں بھی جمع متکلم کی استعمال ہوئیں جو نازل کرنے والے کی عظمت و کبریائی کا اظہار کر رہی ہیں یعنی ہم جو سارے جانوں کے خالق ومالک ہیں ہم جن کی فرمانروائی کا ڈنکا زمین وفلک، فرش و عرش پر بج رہا ہے ہم نے اس کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ اس میں کسی قسم کی تحریف یا کمی بیشی کا کوئی امکان نہیں۔

ای من تحریف والزیادۃ والنقصان ولا یتطرق الیہ الخلل ابداً

آج چودہ صدیاں قریب الاختتام ہیں اور شاتم اسلام کی خواہشوں پوششوں اور سازشوں کے باوجود ایک آیت میں بھی ردوبدل نہیں ہو سکا۔ ایک نقطہ کی کمی بیشی اور زیر وزبر کا فرق بھی تو نہیں ہوا۔ آج بھی لاکھوں انسان اسے اپنے سینوں میں محفوظ کیے ہوئے ہیں اگر خدانخواستہ سارے لکھے ہوئے قرآنی نسخے نایاب ہو جائیں تو پھر بھی یہ جوں کا توں محفوظ رہے گا۔ اگر کوئی جابر سے جابر حکمران اور کوئی بڑے سے بڑا عالم اسے پڑھتے ہوئے زیر کو زبر میں بدل دے تو سات آٹھ سال کا بچہ اسے ٹوک دے گا۔ آج دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا مصنف یا جس کے ماننے والے اس کے متعلق یہ دعویٰ کر سکتے ہوں۔ مذہبی صحائف جو دنیا کی مختلف قوموں کی عقیدت کا مرکز ہیں۔ ان کے ماننے والوں کا بھی یہ دعویٰ نہیں کہ ان کے مذہبی صحیفے ہر قسم کے ردوبدل سے پاک ہیں۔ صرف قرآن کریم کا یہ دعوے ہے۔ کہ باطل اس میں کسی جانب سے داخل نہیں ہو سکتا اور ان چودہ صدیوں کے طویل عرصہ میں اسلام کا کوئی بدترین بدخواہ بھی یہ ثابت نہیں کر سکا کہ اس میں کوئی تحریف ہوئی ہو۔ یورپ کے مستشرقین جنہوں نے اپنے وسیع علم بے عدیل ذہانت اور طویل عزیز عمریں قرآن کے اس دعویٰ کو غلط ثابت کرنے کے لئے صرف کیں، وہ بھی آخر یہ ماننے پر مجبور ہو گئے کہ کتاب ہر قسم کی تحریف اور تغیر سے پاک ہے۔ میور (Muir) سے زیادہ دشمن اسلام کون ہو گا، اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف اس کی زہر افشانیاں رسوائے عالم ہیں اسے بھی یہ لکھنا پڑا

(There is probably in the world no other book which was remained twelve century with so pure text.)

کہ اغلباً دنیا میں قرآن کے علاوہ کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا متن بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے یوں پاک رہا ہو۔[25]

یعنی یہ "ذکر" جس کے لانے والے کو تم مجنون کہہ رہے ہو، یہ ہمارا نازل کیا ہوا ہے، اس نے خود نہیں گھڑا ہے۔ اس لیے یہ گالی اس کو نہیں ہمیں دی گئی ہے۔ اور یہ خیال تم اپنے دل سے نکال دو کہ تم اس "ذکر" کا کچھ بگاڑ سکو گے۔ یہ براہ راست ہماری حفاظت میں ہے۔ نہ تمہارے مٹائے مٹ سکے گا، نہ تمہارے دبائے دب سکے گا، نہ تمہارے طعنوں اور اعتراضوں سے اس کی قدر گھٹ سکے گی، نہ تمہارے روکے اس کی دعوت رک سکے گی، نہ اس میں تحریف اور ردوبدل کرنے کا کبھی کسی کو موقع مل سکے گا۔[26]

6. النور

قرآنِ مجید گمراہی کی شبِ ظلمات سے نکال کر ہدایت کی صبح نور کے اجالوں سے ہمکنار کرتا ہے، اسی لئے تو رب العزت نے اپنے کلام کو نور کہا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا[27]

[24] القرآن، 9:15

[25] ضیاء القرآن، ج:2، ص:532

[26] تفہیم القرآن

[27] القرآن، 175:4

"اے لوگو آچکی تمہارے پاس ایک روشن دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہم نے اتارا ہے تمہاری طرف نور درخشاں۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی مکمل دلیل اور حجت تمام ہے۔ کائنات ہست وبود میں کچھ ایسا نہیں جو انسان کے لئے سامان ہدایت اور ہدایت کے لئے حجت بن سکتا تھا اور وہ قرآن مجید میں نہ ہو۔ اس" ہدایت کی برہانیت تمام نے ہی تو اسے نور مبین بنایا۔ اس آیہ کریمہ میں تمام نوع انسانی کو خطاب اور قرآن مجید کو برہان اور پھر نور کہنا اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن مجید کے ہوتے ہوئے کوئی شخص کوئی عذر نہیں پیش کر سکے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام انسانوں کو فرماتا ہے کہ میری طرف سے کامل دلیل اور عذر معذرت کو توڑ دینے والی، شک وشبہ کو الگ کرنے والی برہان (دلیل) تمہاری طرف نازل ہو چکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف کھلا نور صاف روشنی پورا اجالا اتار دیا ہے، جس سے حق کی راہ صحیح طور پر واضح ہو جاتی ہے۔ ابن جریج وغیرہ فرماتے ہیں اس سے مراد قرآن کریم ہے۔ اب جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں اور توکل اور بھروسہ اسی پر کریں، اس سے مضبوط رابطہ کرلیں، اس کی سرکار میں ملازمت کرلیں، مقام عبودیت اور مقام توکل میں قائم ہو جائیں، تمام امور اسی کو سونپ دیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ پر ایمان لائیں اور مضبوطی کے ساتھ اللہ کی کتاب کو تھام لیں ان پر اللہ اپنا رحم کرے گا، اپنا فضل ان پر نازل فرمائے گا، نعمتوں اور سرور والی جنت میں انہیں لے جائے گا، ان کے ثواب بڑھا دے گا، ان کے درجے بلند کر دے گا اور انہیں اپنی طرف لے جانے والی سیدھی اور صاف راہ دکھائے گا، جو کہیں سے ٹیڑھی نہیں، کہیں سے تنگ نہیں۔ گویا وہ دنیا میں صراط مستقیم پر ہوتا ہے۔ راہ اسلام پر ہوتا ہے اور آخرت میں راہ جنت پر اور راہ سلامتی پر ہوتا ہے۔ شروع تفسیر میں ایک پوری حدیث گذر چکی ہے جس میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اللہ کی سیدھی راہ اور اللہ کی مضبوط رسی قرآن کریم ہے۔"[28]

قرآن مجید کے متعدد نام ہونے میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی ایک نام خواہ اپنے اندر کتنی ہی جامعیت، وسعت اور بلاغت رکھتا ہو، عظیم المرتبت اور جلیل القدر کلام الٰہی کی عظمت وجلالت کو اپنے اندر سمو نہیں سکتا، ہر ہر نام میں عظمتوں کا ناپید اکنار سمندر پنہاں ہے۔ "قرآنِ پاک کے نام بھی اسماء الحسنیٰ کی طرح ننانوے تک پہنچ چکے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ خاص اس کا نام "کلام اللہ" ہے۔ اور سب سے بڑھ کر مشہور اس کا نام "القرآن" ہے۔"[29] ہر وہ نام جو کسی کلام کی صفت یعنی کسی کلام کا صفاتی نام ہو اس کی انتہا قرآن مجید کا صفاتی نام ضرور ہو گا۔

قرآنِ مجید میں کسی بھی طرح سے تشکیک وارتیاب کی گنجائش نہیں ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ[30]

"یہ ذیشان کتاب ذرا شک نہیں اس میں۔"

"اس (کتاب) سے مراد قرآن کریم ہے۔ ذٰلک اگرچہ عام طور پر اس مشارٌ الیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے جو دور ہو لیکن ایسے، مشارٌ الیہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو حساً تو نزدیک ہو لیکن اپنی شان اور رتبہ کے اعتبار سے بہت بلند اور دسترس سے دور ہو۔"[31] "حضور نے سب سے پہلے صحابہ کرامؓ کو قرآن کی تعلیم دی۔ پھر صحابہؓ نے اپنے بعد آنے والی نسل کو قرآن سکھایا۔ اسی طرح ہر نسل نے اپنے بعد آنے والی نسل تک قرآن پہنچایا۔ یہاں تک کہ اس کی روایت ودرایت میں سے اس فقیر کو بھی حصہ ملا۔"[32] "پرانے انبیاء کی کوئی کتاب بھی بلا استثنیٰ ہم تک من وعن کامل صورت میں نہیں پہنچی ہے۔ اس لیے خدا نے چاہا کہ ایک مرتبہ انسان کو ایسی کامل کتاب دی جائے جس میں تمام احکام ہوں اور اس کی مشیّت یہ بھی ہوئی کہ یہ کتاب محفوظ رہے۔ وہ کتاب قرآنِ مجید ہے۔"[33] "ایک جملہ جسے بار بار دہرایا جائے گا وہ یہ کہ قرآن مجید اللہ رب العزت کا کلام ہے اور یہ اس ذات والاصفات کی جملہ صفات کا مظہر جمال ہے۔ اللہ رب العزت سبحان ہے، ہر برائی سے پاک، ہر عیب سے پاک، ہر کمی کوتاہی سے پاک، ہر طرح کی بیماری اور کمزوری سے پاک۔ اور لازم ہے کہ اس کا کلام بھی ہر اس برائی، عیب، کمی کوتاہی، بیماری، نقص، کمزوری اور کجی یا

[28] تفسیر ابن کثیر

[29] منصورپوری، قاضی، محمد سلیمان، (س،ن) . خصائص القرآن، ص:7، راولپنڈی، تنظیم الدعوۃ الی القرآن والسنۃ

[30] القرآن، 2:2

[31] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، (1995ء). ضیاء القرآن، ج:1، ص:29، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز

[32] دہلوی، شاہ ولی اللہ، (2004ء) . الفوز الکبیر، ص:۱۳، لاہور، مکتبہ قرآنیات

[33] حمید اللہ، ڈاکٹر، (س،ن). خطبات بہاولپور، ص:12، پیام قرآن، انٹرنیٹ

جھول سے پاک ہو جو کسی کے کلام میں بھی وارد ہو سکتا ہے۔ تشکیک وارتیاب قرآن میں کیسے ہو سکتا ہے کہ تشکیک وارتیاب سے تو ضلالت پیدا ہوتی ہے اور گمراہی کی طرف اپنی پیاری مخلوق کو دھکیلنا یہ رحیم ورحمٰن رب کے شایان شان نہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید ہر طرح کے شکوک وشبہات سے پاک ہے۔

However, each of these translations can convey only a shade of the true, rich meaning of the Arabic original. For, as Kritzeck has put it, "No translation can convey more than the barest suggestion of what is in the Qur'an that can move men to tears and ecstasy." Although some non-Arabic speaking Muslims describe the Hook as "The Holy Qur'an" the corresponding Arabicadjectivc muqaddas is actually never used for the simple reason that the holi-ness of the Book is too deeply implied and understood to need mentioning. Sometimes we find the Qur'an referred to as "Kitab-Allah" ("The Hook of God"); or "Kalam-Allah", ("The Words of God"); or "Nuron wa Kitabom-Mubīn", interpreted by M. 'Ali as "Light and Clear Hook", and by Arberry as "Light and Manifest Book". Other cxalted namcs for it arc: "AI-Dikr-ul-Hakim" ("Remcmbrancc which is full of Wisdom"), and "Dhikrom Mubarakon" (":Blessed Remembrancc"); or "Dikrul-LiI 'ālamīn,," ("A Remindcr for all beings"); or "Al-Sirat-al-Mustaqim" ("Thc Straight Path"). It is interesting to observe the various translations for its title "Al-Furqan", which Arberry interprets as "thc Salvation", and M.'Ali as "the Discriminator", while Pickthall sees it as "the Criterion for Right and Wrong", and Sale as "the Distinction betwcen Good and Evil", and Rodwell as "the .Illuminator". An Arabic scholar who is one of the authorities on the subject has counted no less than fifty five names and titles for the Qur'an.[34]

مسلمانوں کا قرآن مجید سے تعلق

انتہائی سادہ سی حقیقت ہے جس کا فہم تو ایک ابجد ناشناس کو بھی ہو گا اور اس کا انکار محال ہے کہ مسلمان اسلام سے وابستگی کی وجہ سے ہے اور اسلام کا تانا بانا کہیں یا روح اسلام، وہ تو قرآن مجید ہی ہے۔ اقوام عالم میں امت مسلمہ نے عزت وعظمت پائی تو وہ قرآن مجید اور صاحب قرآن ﷺ سے وابستگی کی وجہ سے۔ اس وابستگی کا تقاضا رہا کہ قرآن مجید پر عمل اور ختمی مرتبت ﷺ کی اطاعت کی جائے۔ اور جب ایسا کیا گیا تو بحر وبر نے سرنگوں ہو کر سلام عقیدت پیش کیا لیکن حیرت ہے کہ آج کے دور میں قرآن مجید کی طرف ہم اہل اسلام بے اعتنائی سی برت رہے ہیں۔ بے اعتنائی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اکثر مسلمانوں کے نزدیک قرون اولیٰ کے مسلمانوں بالخصوص اصحاب رسول کے عروج کی وجہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا۔ معجزانہ کمالات مسلم، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمان عملی مسلمان تھے اور اعمال کا ضابطہ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی سنت تھی۔ کسی دور میں قرآن مجید اور قرآنی علوم کی تعلیم ہر مسلمان کو لازمی طور پر حاصل کرنا ہوتی تھی اور آج عصری تعلیمی اداروں میں ہی نہیں بلکہ خالص دینی درس گاہوں میں بھی قرآن کریم کی وہ نمائندگی نہیں جو ہونی چاہئے۔ دیگر علوم وفنون پر توجہ زیادہ دی جاتی ہے۔ اس سے قرآن سے ہمارا تعلق کمزور پڑ جائے گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک یہ تعلق مستحکم رہا امت مضبوط رہی۔ یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

ہم بحیثیت مجموعی صورتحال کا جائزہ لیں تو کہیں گے کہ اگرچہ کچھ نظریات اور عقائد بھی ہیں جنکی اہل اسلام کو پاسداری کرنا ہوتی ہے لیکن بحیثیت مجموعی اسلام ایک عملی مذہب ہے اور اسلام میں معاملات واعمال میں ہوائے نفس کو قربان کر کے اللہ رب العزت اور اس کے آخری رسول کی اطاعت اختیار کی جاتی ہے۔ اطاعت گزاری کی اس زندگی کے لئے کسی ضابطہ کی ضرورت تھی اور یہ ضابطۂ زندگی قرآن مجید ہے۔

> The religion of Islam - Islam means submission to the Will of God - is based on the Qur'an, which contains directions concerning almost every aspect of human

[34] The Sublime Qur'an and Orientalists,P:5

life in this world and the next. Islam, therefore, is a way of life more than a mere belief. .[35]

مذہب اسلام---اسلام کا مطلب ہے اللہ کی رضا کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینا۔ اس کی بنیاد قرآن مجید پر ہے۔ جس میں دنیا اور آخرت سے متعلق ہر پہلو سے ہدایات ہیں۔ اسلام ایک طرز حیات ہے نہ کہ صرف عقائد۔

اہل اسلام اس تعلق کو پوری دلبستگی کے ساتھ نبھا رہے ہیں کہ انہوں نے ضابطۂ حیات قرآن مجید سے لینا ہے تبھی تو اس دنیا میں قرآن بھی ہے، اسلام بھی ہے اور کمزور سہی لیکن مسلمان بھی ہیں اپنی ایک الگ شناخت کے ساتھ اپنے قرآن مجید اور اپنے خالص اسی اسلام کے ساتھ جو ان کے رسول ﷺ نے ساڑھے چودہ سو سال قبل ان کے اعمال کے ضابطے کے طور پر چھوڑا تھا۔ باقی مذاہب جن میں الہامی مذاہب بھی ہیں انہوں نے اپنی الہامی کتب سے کچھ لینے کے بجائے اور اپنی زندگیوں کو ان کتب کے مطابق ڈھالنے کے بجائے الہامی کتب کو ہی اپنی ہوائے نفس کے مطابق ڈھال لیا۔ آج ان کتب کا کوئی ایک جملہ بھی اپنی اصلی حالت میں نہیں۔ یہ امر بھی قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونے کی ایک دلیل ہے کہ اس امت پر بڑے بڑے ابتلائی ادوار آئے ،بڑے کٹھن اور دلگداز لمحے بھی آئے۔ شہید مظلوم حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہیمانہ شہادت، نواسۂ رسول ﷺ کو بڑی بے رحمی کے ساتھ شہید کیا گیا، مدینۃ الرسول ﷺ کی حرمت کو پامال کیا گیا، بیت اللہ پر سنگباری کی گئی ظالم حکام نے اہل حق پر بڑے سفاکانہ سلوک روا رکھے مگر قرآن کی طرف کسی کی جرات نہ ہو سکی۔ مسلمان قرآن کی طرف بڑھا تو خود کو بدلنے کے لئے نہ کہ یہود و نصاریٰ کی طرح اپنی کتاب (قرآن) کو بدلنے کے لئے۔

لیکن آج کے اس دور میں ایک ایسی جہالت، اس دور کی جہالت سے زیادہ خطرناک جہالت جس دور میں قرآن مجید نازل ہوا۔ "اس وقت پورا عالم اس جاہلیت سے بھی زیادہ تیرہ تاریک تر جاہلیت میں گرفتار ہے جس سے نکالنے کے لئے قرآن مجید نازل ہؤا تھا۔[36]"

ابھری قرآن مجید کے ساتھ اہل اسلام کے مخصوص رویے کی وجہ سے۔ وہ یہ کہ علوم القرآن سے افلاس کے باوجود تفاسیر لکھ کر عقائد کی عمارت کو منہدم کیا گیا اور دشمنان اسلام کو دشنام ترازی اور شبہات کی فضا پیدا کرنے کے مواقع پیدا کئے گئے۔ اس فتنہ سازی نے جہالت جدید کی بنیاد رکھی جو کہ اس لئے زیادہ خطرناک ہے کہ پہلے جہالت حد سے گزرتی تو اس کا قلع قمع کرنے کو انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے مگر اب خاتم المرسلین ﷺ کے بعد کیا کریں۔

---

[35] Muhammad Khalifa,(1989). The Sublime Qur'an and Orientalists,P:3,Karachi, International Islamic Publishers

[36] برہان احمد فاروقی، منہاج القرآن، البرہان علی سبیل الرشاد والایقان، ص:11، لاہور، علم و عرفان پبلشرز